معاشرتی بگاڑ کے محرکات اور اسکی اصلاح، تعلیمات اِسلامی کی روشنی میں

Social deterioration and its reformation in the light of Islamic teachings

NiamatUllah*
Sahibzada Baz Muhammad**

Abstract
In this era of Internationalism, the Individuals of a Muslim Society have been hampered by the implicit effects of western Societies. Inhabitants of the Muslim community have immersed in the ridicule of fanaticism, Immorality, extremism and materialism, which dismantles the social equilibrium. In this paper, the scholar has not only highlighted the fundamental social evils of an Islamic Society but has imparted the remedies against such social evils in the light of Islamic teachings. Undoubtedly, it is imperative for the nourishment of an ideal society that uniformity shall be rendered in the collective and individual life which prevails to be the guarantee of prosperity.
Keywords: Society, Deterioration, Reformation, Islamic, Teachings.

تمہید

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات اور زمین پر اپنا خلیفہ بنا کر بھیجا ہے انسان فطری طور پر انفرادیت پسندی کے بجائے مدنیالطبع اور معاشرت پسند ہے۔ معاشرہ کے اندر افراد جب آپس میں تعلقات استوار کرتے ہیں تو مفادات، متنوعذہ نیکی فیات اور ضروریات و ترجیحات کی بناء پر اُن میں ٹکراؤ ایک فطری عمل ہے۔ اسلام نے معاشرہ کے اندر افراد کے تعلقات کو منظم کرنے کیلئے قرآن و حدیث کی صورت میں رہنمائی عطاء کی ہے عہد حاضر میں ہمارا معاشرہ بہت سی خرابیوں اور برائیوں کا شکار ہے۔ ان معاشرتی برائیوں کے کئی بنیادی محرکات ہیں یہ محرکات نہ صرف بذات خود قباحت و خباثت سے بھرپور ہیں بلکہ یہ دیگر معاشرتی برائیوں کی نرسریاں ہیں۔ ان محرکات کے بسبب ہمارا معاشرہ اپنی فطری، مذہبی اور ثقافتی خصوصیات سے بھی محروم ہوچکا ہے۔ یہاں تک کے افراد معاشرہ کی زندگی قبیح اعمال و خرابیوں کا مرغوبہ بن چکا ہے۔ عصیت پرستی، علوم اسلامیہ سے دوری، اخلاقی پستی، غودونمائش و بےحیائی اور مغربی نظام تعلیم کا یلغار و ہمحرکات ہیں جن کے بسبب ہمارا معاشرتی نظام ابتری کا شکار ہوچکا ہے۔ لوگوں کی زندگیوں سے دین و ہدایت کی باتیں متروک ہوچکی ہیں۔ تعصب، غرور، تکبر و بےحیائی اور فتنہ و فساد روزانہ کا معمول بن چکا ہے۔ معاشرتی بگاڑ و بداخلاقی کے ان محرکات کو رفع کرنے کیلئے اسلام کی فراہم کردہ تعلیمات ہی وہ نسخہ اکسیر ہے، جس سے ہمارا مسلم معاشرہ کا علاج ممکن ہے۔

معاشرہ کی لغوی معنی

" معاشرہ عاشر، یعاشر کا مصدر ہے اور اس کے معنی مل جل کر رہنے کے ہیں "(1)

---

* M.Phil Scholar, Department of Islamic Studies, University of Balochistan Quetta
** Chairman, Islamic studies department, University of Balochistan Quett

معاشرہ کی اصطلاحی تعریف

ماہرین عمرانیات نے معاشرہ کی جو تعریفات کی ہیں ان میں سے چند درج ذیل ہیں

"معاشرہ افراد کے ایسے اجتماع کو کہتے ہیں جو مشترکہ مفادات کی خاطر وجود میں آتا ہے اور اس کے اندر افراد کا طرز عمل اور رہن سہن کسی ضابطہ یا رسم ورواج کا پابند ہو "(2)

" معاشرہ افراد کا ایسا مجموعہ ہے جو باھم مل جل کر رہتے ہوں "(3)

" یہ انسانی روابط کا ایک کلی مرکب ہے اس لیے یہ رابطے انسانی عمل سے پیدا ہوتے ہیں "(4)

ان تعریفات کی روشنی میں معاشرہ کی موزوں تعریف یوں کی جاسکتی ہے۔

معاشرہ سے مراد افراد کا ایسا اجتماع ہے جن کے پیش نظر مشترکہ مقاصد ہوں اور وہ طے شدہ قواعد وضوابط کے پابند بھی ہوں۔

بگاڑ کی لفظی معنی

" بگاڑ کی لفظی معنی ہے تخریب، تباہی، بربادی اور فساد "(5)

معاشرتی بگاڑ کی تعریف

"معاشرتی بگاڑسے مراد افراد کے اندر نفوذ شدہ ایسے محرکات وخصوصیات ہیں کہ جو معاشرہ کے بنیادی مقاصد کی تحصیل میں رکاوٹ بنتے ہیں "(6)

معاشرہ کے اندر افراد کا کردار کسی بھی ملک وقوم کیلئے نہایت اہمیت کا حامل ہوتا ہے پرُامن وصالح معاشرہ ایک ایسی بنیادی آکائی ہے۔ جس پر ممالک واقوام کی خوش حالی اور فلاح وبہبود کا انحصار ہوتا ہے جس ملک وقوم کو اچھا اور اصلاح پسند معاشرہ نصیب ہو جائے تو خوش حالی اور فلاح وبہبود اس کا مقدر بن جاتی ہے۔اس کے برعکس جب معاشرہ بگاڑ کا شکار ہوتا ہے۔ تو ذلت وبربادی اُس قوم وملت کی قسمت میں لکھدی جاتی ہے جب ہم اپنے معاشرہ کا جائزہ لیتے ہیں تو یہ مجموعی لحاظ سے خرابی اور بگاڑ کا شکار نظر آتا ہے۔ عصبیت پرستی، لسانیت، بداخلاقی، لوٹ کھسوٹ، قتل وغارت گری اور آبرو باختگی وغیرہ وہ سب خرابیاں ہیں جن سے ہمارا معاشرہ بگاڑ اور زبوں حالی کا شکار ہے۔اس معاشرتی ابتری وبگاڑ کا خاتمہ صرف اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ہی ممکن ہے کیونکہ من جملہ مسلمان ہونے کے ناطہ قرآن وحدیث سے ہی ہماری صحیح صحیح راہنمائی ہو پاتی ہے۔

ایک مسلم اور پاکستانی معاشرہ کے شہری کی حیثیت سے ہماری معاشرتی زندگی میں بگاڑ وابتری کی مختلف نوعتیں اور محرکات شامل ہیں۔ جن کا جائزہ واحاطہ کرنے کے بعد ہی اس نتیجہ پر پہنچا جاسکتا ہے کہ ان کی اصلاح وبہتری اسلام کے کن اصول وضوابط سے ممکن ہو سکتی ہے تاکہ نہ صرف افراد معاشرہ کے تعلقات باہم منضبط ہوں بلکہ معاشرتی فلاح وبہبود اور امن وخوشحالی کا خواب شرمندہ تعبیر ہو سکے۔اس ضمن میں ذیل کے سطور میں معاشرتی بگاڑ کے بنیادی نوعیتوں ومحرکات کا جائزہ لینے کیساتھ ساتھ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ان کی اصلاح کا بھی تفصیلی ذکر کریں گے۔

1) عصبیت پرستی

"عصبیت کی لفظی معنی جانبداری، طرفداری، اور معاونت و رعایت کے ہیں اور عصبیت پرستی خواہشات کی پیروی کا نام ہے جو کہ محبت و لگاؤ اور اقرباء پروری کی ایک غیر متوازن اور غیر عادلانہ قسم ہے"۔(7)

خالق کائنات نے فطرت انسانی میں محبت اور خواہشات ودیعت کی ہیں اور پھر ان کے توازن کو انسانی زندگی کی صحت و بہتری کی کسوٹی قرار دیا ہے۔ لیکن جب ان میں عدم توازن اور بے اعتدالی پیدا ہو جائے تو ان سے تعصب جنم لیتا ہے۔ یوں تعصب کے شکار افراد ایک غیر متوازن فکر و عمل کے اسیر ہو کر حق و صداقت کے وسعتوں کے آزادانہ فکر و نظر کی نعمت سے عاری ہو جاتے ہیں جس سے معاشرہ کے مقاصد و مفادات کو نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔

عصر حاضر میں ہماری معاشرتی زندگی دور جاہلیت کے طرز پر عصبیت پرستی کا شکار ہونے کی بناء پر بگاڑ و ابتری کا آمیزہ بن چکی ہے۔ یہ عصبیت پرستی، لسانی، نسلی، وطنی، علاقائی اور طبقاتی و گروہی عصبیتوں پر مشتمل ہے۔ ان تعصبات سے معاشرہ انتشار، تکبر، نفرت اور تفرقہ بازی کا شکار ہونے لگتا ہے اور معاشرہ سے الفت و محبت اور باہمی اخوت و بھائی چارگی اس طرح سے بکھر جاتی ہے جس طرح ٹوٹے ہوئے دھاگے سے موتی۔

عصبیت پرستی کا خاتمہ اسلام کے تناظر میں

اسلام اجتماعی جدوجہد، اتحاد و اتفاق اور عالمگیر اسلامی معاشرے کے قیام کا داعی ہے۔ اسلام ہمیں یہ درس دیتا ہے کہ خاندانوں اور قبیلوں کی حد بندیاں محض شناخت کی آسانی کیلئے ہیں۔ انہیں ہرگز برتری یا کمتری کا معیار نہیں بنایا جا سکتا۔ آپ ﷺ نے خطبہ حجتہ الوداع کے موقع پر عصبیت پرستی کے خاتمہ سے متعلق ارشاد فرمایا کہ

"اے لوگو سنو! تمہارا رب ایک ہے، تمہارا والد ایک ہے۔ سنو کسی عربی کو عجمی پر، عجمی کو عربی پر اور کالے کو گورے پر اور گورے کو کالے پر کوئی فضیلت حاصل نہیں، بجز تقویٰ کے"(8)

اسلام لوگوں کے درمیان ان کی قومیت، رنگ و نسل اور لباس و زبان کے اعتبار سے فرق نہیں کرتا جبکہ اسلام میں اخوت، مساوات، نرم مزاجی اور خوش خلقی پر زور دیا گیا ہے۔ کسی شخص کو اس کے اعلیٰ خاندان سے تعلق ہونے کی بناء پر برتری حاصل نہیں۔ بلکہ ملت اسلامیہ میں برتری کا معیار انسانی اعمال پر منتج ہے کہ جو شخص جتنا تقوی دار ہو گا اسے اللہ کے ہاں اونچا مقام حاصل ہے۔ اسی بابت اللہ تعالیٰ سورۃ انعام میں فرماتے ہیں

"ہر ایک کیلیے اس کے عمل کے مطابق درجے ہیں اور تمھارا رب تمھارے اعمال سے غافل نہیں"۔(9)

عصبیت پرستی کے نسلی امتیازات کا خاتمہ کرتے ہوئے حضور ﷺ نے فرمایا

"اے جماعت قریش! بیشک اللہ نے تمھاری جاہلانہ رسوم اور اباء و اجداد پر فخر کرنے

کا غرور مٹی میں ملا دیا ہے۔ تمام انسان آدم کے اولاد ہیں اور آدم مٹی سے تھے "[10]

عصبیت پرستی کی مختلف نوعیتوں کے خاتمہ سے ہی معاشرتی بگاڑ میں کمی لائی جاسکتی ہے۔ نسلی تفاخر، قوم پرستی اور لسانی گروہوں میں منقسم ہونے سے معاشرہ کے وجود کے مقاصد فوت ہونے لگتے ہیں، افراد معاشرہ کے ذہنی و فکری توانائیوں کا مرکز مقید و محدود ہو جاتا ہے اور تنگ نظری، غرور، لالچ، نفس پرستی اور انا پرستی جڑ پکڑنے لگتے ہیں۔ یوں معاشرتی تعاون اور اخوت و بھائی چارگی کے جذبے ٹھنڈے پڑ جاتے ہیں اور معاشرہ بگاڑ و ابتری کی علامت بن جاتا ہے۔ دوسری جگہ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ

"جس نے عصبیت کی دعوت دی وہ ہم میں سے نہیں ہے اور جس نے عصبیت پر قتل کیا اور جو عصبیت پر مرا، وہ ہم میں سے نہیں "[11]

اسلام تعصب کے مقابل اخوت، رواداری اور اتحاد و اتفاق پر زور دیتا ہے۔ اسلام تعصب کی ہر نوعیت کی ممانعت کا درس دیتا ہے اور ساتھ ہی اخوت و بھائی چارگی اور ہمہ گیر معاشرتی وحدت کا حکم کرتا ہے جس سے فرد اپنی معاشرتی زندگی میں انفرادی مفادات اور وفاداریوں کو اجتماعی مفادات پر قربان کرنے لگتا ہے۔ حضور انور ﷺ نے مسلمان کو دوسرے مسلمان کے دکھ درد کو بانٹنے اور آپس کے باہمی تعاون کا درس دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا

"المومن اخوالمومن کالجسدالواحد ان اشتکی

شیء منھا وجد الم فی سایر جسدہ"[12]

ترجمہ: مومن دوسرے مومن کا بھائیہے۔ جس طرح ایک جسم کے کس حصہ میں کوئی درد ہو تو سارا بدن اسکو محسوس کرنے لگتا ہے۔

2) اخلاقی و دینی علوم سے محرومی

اخلاقی و دینی تعلیم وہ زیور ہیں جو ایک مسلم معاشرہ کے فرد کا کردار سنوارتی ہیں۔ اخلاقی اقدار کی بنیاد پر ہی معاشرہ کو ہجوم سے ممیز کیا جاتا ہے ۔ ہر معاشرہ کے چند اعلیٰ اخلاقی اقدار ہوتے ہیں جن کی تکمیل میں ہر فرد کو شاں ہوتا ہے، ایک اسلامی معاشرہ کے افراد کا یہ فریضہ ہے کہ وہ اسلام کے وضع کردہ اخلاقی اقدار کی پابندی کریں۔

انسان کی عقلی قوت جب تک اسکے اخلاقی رویہ کے ماتحت کام کرتی ہے تو معاشرتی زندگی بہتر انداز میں گزرتی ہے اور جب اسکا سفلی جذبہ اس پر غلبہ پالیتا ہے تو یہ نہ صرف اخلاقی وجود سے ملنے والی روحانی توانائی سے اسے محروم کردیتی ہیں بلکہ اس کے عقلی استعداد کو بھی کنند کردیتی ہے۔ اور نتیجتاً معاشرہ درندگی کا روپ دھار لیتا ہے۔ عصر حاضر میں معاشرتی بگاڑ کا اہم سبب بد اخلاقی اور دینی علوم سے بے خبری ہے۔ فرد معاشرہ کی اکائی ہے اور اکائی کو معاشرہ کا مفید اور ممد و معاون کردار بنانے کیلیئے ضروری ہے کہ وہ اسلامی علوم، قرآن و حدیث، نبی اکرم ﷺ کی سیرت و کردار، خلفائے راشدین کی پاکبازی اور اسلامی تاریخ سے باخبر ہو۔ وہ قران و حدیث فہمی رکھتا ہو، اسے اسلامی ندگی کے اسرار و رموز کا علم ہونا ضروری ہے۔

اسی مناسبت سے آپ ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے

"طلب العلم فریضته علی کل مسلم و مسلمته" (13)

ترجمہ: علم حاصل کرنا ہر مسلمان مد اور عورت پر فرض ہے

امام نووی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ اس حدیث میں تمام عاقل مسلمانوں کو علوم اسلامیہ کی تحصیل کا حکم ملا ہے جن میں قران و حیث کو اولیت حاصل ہے۔ اور اس حدیث کی توجیہ یہ بیان کرتے ہیں کہ انسان اپنی وجود کی مقصدیت، خالق حقیقی کی پہچان اور کائنات کے ذرہ ذرہ میں چھپی خدا تعالیٰ کی قدرت کو تلاش کرسکے۔ نیز علوم اسلامیہ کے علاوہ ایسے علوم جو انسانیت کی خیر و فلاح میں تمام ہوتے ہوں تو ان کی تحصیل بھی جائز ہے۔

دور حاضر میں اسلامی معاشرہ پر بھی مغرب کے طرز پر روحانیت کے بجائے مادیت پرستی، دنیاداری و خود غرضی کا پہلو غالب ہے، اسلیئے افراد معاشرہ کی اکثریت اخلاقی، دینی و روحانی علوم کی تحصیل پر توجہ دینے سے قاصر ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ معاشرہ میں بڑوں کی قدر، علماء کی عزت، بچوں پر شفقت، خواتین کا احترام اور ماں باپ و استاد کی فرمانبرداری کا فقدان ہے۔ لوگ قران خوانی، حدیث فہمی اور سیرت رسول ﷺ سے ناآشنا ہیں۔ اور علوم اسلامیہ سے بے خبری افراد معاشرہ کو برائیوں پر ندامت کے بجائے انھیں گناہوں پر برانگیختہ کرتی ہے۔ اخلاقی گراوٹ اور علوم اسلامیہ سے دوری کے بسبب ملت اسلامیہ معاشرتی بگاڑ کا شکار ہو کر رہ گیا ہے۔ معاشرتی بگاڑ اور اخلاقی جمود کے خاتمہ کیلیے نبی کریم ﷺ کی سیرت کا مطالعہ ضروری ہے کیونکہ اپ ﷺ کی پوری سیرت اعلی اخلاق سے عبارت تھی۔ آپ ﷺ کے اخلاق قرآن مجید کے ارشادات کا آئینہ تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

'' انک لعلی خلق عظیم "۔(14)

ترجمہ: بے شک آپ ﷺ اخلاق کے اعلیٰ درجہ پر فائز ہیں

اسی طرح آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے

"بعثت لا تم مکارم الا خلاق "(15)

ترجمہ: میں اعلیٰ اخلاق کی تکمیل کیلیئے بھیجا گیا ہوں

اسی لئے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے حضور ﷺ کی سیرت کو نمونہ فرمایا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے.

"لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ "(16)

ترجمہ: بے شک تمہارے لئے اللہ کے رسول میں بہترین نمونہ ہے

اور آپ ﷺ نے بہترین مسلمان کی نشاندہی کرتے ہوئے فرمایا کہ

'' اکمل المومنین ایمانا احسنم خلقا"(17)

ترجمہ: تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جسکے اخلاق اچھے ہوں

الغرض معاشرتی زندگی کے بگاڑ میں بد اخلاقی کا اہم کردار رہتا ہے جس کا خاتمہ اسلامی علوم کی تحصیل اور ان کو عملی طور پر بروئے کار لانے سے ہی ممکن ہے۔

3) غیر اسلامی افکار و قوانین

اسلام سے قبل عرب معاشرہ اور تمام عالم پر جہالت وتاریکی کے بادل چھائے ہوئے تھے. انہی اندھیروں کو ختم کرنے کے لیے اللہ تعالی نے حضور اکرم ﷺ کو نبی بنا کر بھیجا۔ اپ ﷺ نے لوگوں کو ایمان واسلام کی دعوت دی۔ نبی کریم ﷺ کا مشرکین سے اختلاف کا مرکزی نقطہ یہی تھا کہ اپ ﷺ نے بت پرستی کے مقابلہ میں عقیدہ توحید اور تائید الٰہی کا درس دیا۔ دین اسلام اللہ تعالی کی عظیم نعمت ہے جو اپنے ماننے والوں کو ممتاز مقام عطاء کرتا ہے۔ عصر حاضر میں مسلمان معاشرہ میں عہد جاہلیت کے طرز پر شرک کی مختلیف شکلیں سرائیت کر چکی ہیں۔ جن میں غیر اللہ کے نام پر جانوروں کا ذبح کرنا، قبر پرستی، غرور وتکبر، غیر اللہ کے اگے رکوع پزیری وسجدہ ریزی، فال نکالنا اور کاہینوں کے پاس غیب کی باتیں ڈھونڈنا وغیرہ شامل ہیں۔ شرک کی مذمت سے متعلق قران مجید میں ارشاد باری تعالی ہے:

" ان ا شرک ا لظلم عظیم "[18]

ترجمہ: بے شک شرک بہت بڑا جرم ہے

اسلام اللہ تعالی کا پسندیدہ دین ہے اور باقی تمام ادیان کفر والحاد اور گمراہی پر مبنی ہیں۔ اسلام اٹل اور پختہ بنیادوں پر قایم ہوا ہے۔ اس کے اپنے لگے بندے اور مدلل وموثر اصول وضوابط ہیں جن میں غلو اور افراط وتفریط کی گنجایش نہیں ہے۔ یہود ونصاری نے اپنے دین کو لہو ولعب سمجھا اور ہوس پرستی میں ڈوب گیے۔ کفار میں سے عیسایوں نے جس طرح حضرت عیسیٰؑ کی شان میں غلو کرتے ہوئے انہیں نبی سے رب کے درجہ پر پہنچادیا اور بنی اسرایل نے خود کو انبیاہ کرامؑ کی اولاد ہونے کی بناء پر اپنے اپ کو جنتی قرار دیا۔ وہیں دور جدید میں مسلمان صرف کلمہ گو ہونے پر تکیہ کرتے ہوئے بے عملی اور غیر اسلامی افکار کے حامل ہونے کے باوجود کامیابی وفلاح کی آس لگائے ہوئے ہیں۔

آج کل مسلمان معاشرہ میں گمراہ کن ونام نہاد لبرل خیالات کی برمار ہے۔ عہد جاہلیت کے انہی افکار کے علاوہ کلچر کی اڑ میں غیر اسلامی قبیح باتوں کی پیروی، جیسے ونی، قران سے زبردستی شادی کرانا، غیرت کے نام پر قتل ناحق کرنا شامل ہیں۔ ان غیر اسلامی افکار نے ہماری معاشر تیزندگی کو فساد وبگاڑ کی نہج پر پہنچادیا ہے۔ حضور اقدس ﷺ نے ساڑھے چودہ سو سال پہلے انہی غیر اسلامی افکار کی نشاندہی کرتے ہوئے اُمت مسلمہ کو خبر دار کیا تھا۔ اپ ﷺ نے فرمایا:

"جاہلیت سے تعلق رکھنے والی چار چیزیں میری امت میں جاری رہیں گی، اپنے اباء پر فخر کرنا، دوسروں کے نسب پر نقطہ چینی کرنا، تاروں سے بارش مانگنا اور میت پر نوحہ کرنا"[19]

یہ امر کس طرح ممکن ہے کہ دین اسلام کا نام لیوا ایک مسلمان اللہ تعالی کی رضاء کا متلاشی ہو جبکہ وہ اعمال وکردار میں غیر اللہ کی بھی پیروی کرتا ہو۔ اللہتعالی کے فیصلے توانسانوں کے اعمال کے تناظر میں اتے ہیں اور ایسا ہرگز نہیں ہے کہ کوئی شخص نفس پرستی کے ذریعہ اللہ کا قرب

حاصل کر سکے۔دور جدید میں عہد جہالت کی طرح ایک طرف غیر اسلامی افکار و نظریات نے جہاں معاشرہ کے مذہبی، سیاسی، معاشی اور تہذیبی، تصورات کو پراگندہ کر دیا ہے۔وہاں غیر اسلامی قوانین نے معاشرتی زندگی کے تمام پہلوں پر منفی اثرات مرتب کئے ہیں۔ظن جاہلیہ سے معاشرتی زندگی کے مذہبی وسیاسی اور معاشی تصورات اسلئے متاثر ہوئے ہیں کیونکہ ہر شعبہ زندگی باقاعدہ کسی نہ کسی نظریہ اور تصور سے تشکیل پاتا ہے۔اسی لئے معاشرہ کے اندر تنگ نظری، توہم پرستی، انتہاپسندی اور تعصب کے رویے پروان چڑھتے ہیں اور معاشرتی امن تہہ و بالا ہو جاتا ہے۔

معاشرتی تعمیر و تشکیل میں ریاستی قوانین کا کردار نہایت اہم ہوتا ہے۔دور حاضر میں ہمارے ریاستی قوانین سیکولر جمہوری تصورات پر مبنی ہونے کی وجہ سے فرد و معاشرہ کی کردار سازی سے قاصر ہیں۔ہمارے قومی سطح پر سیاسی تصورات انگریز دور کے آمرانہ سوچ سے ماخوذ ہیں اور ریاستی معاشی قونین سرمایہ دارانہ نظام سے مستعار لیے گئے ہیں۔جس کی وجہ سے سرمایہ داری، جاگیر داری اور سود خوری نے معاشرہ کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔دولت کے غیر منصفانہ تقسیم کی وجہ سے غریب غریب تر اور امیر امیر تر ہوتا جارہا ہے۔ارتکاز دولت، سود خوری اور معاشی ناہمواریاں معاشرتی برائیوں کو جنم دے رہے ہیں۔مزید برآں جس طرح کسی معاشرہ کا قانونی ڈھانچہ اگر اپنی اصل کے لحاظ سے غیر اسلامی ہو تو انکی پیچیدگیاں انسانی زندگی میں سہولت وآسائش کے بجائے مشکلات پیدا کرتے ہیں۔بعینہ ہمارا معاشرہ مسلمان افراد پر مشتمل ہونے کے باوجود مغربی معاشی قوانین کے نفاذ سے تباہ کاریوں کا شکار ہے۔

معاشرتی زندگی میں ناہمواریوں اور خامیوں کی اصلاح کرنے کیلئے جن مقاصد کو حاصل کرنے کی ضرورت ہے وہ صرف قرآن وسنت پر مبنی قانون کے نفاذ سے ہی ممکن ہیں۔افراد معاشرہ میں قانون کا احترام پیدا کرنے کیلئے ایک طرف عدل وانصاف کا قیام ضروری ہے تو دوسری طرف موثر احتساب کا ہونا ناز بر ہے۔اسلام میں تمام شہریوں کو برابر کے حقوق حاصل ہیں۔یہاں تک کہ حضور اقدس ﷺ نے اپنی ذات کو سب سے پہلے قانون خداوندی کا تابع قرار دیتے ہوئے خود کو قانون سے مستثنیٰ قرار نہیں دیا، آپ ﷺ نے اسی قاعدے کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"تم سے پہلے جو اُمتیں گزری ہیں وہ اسلئے ہلاک ہوئیں کہ وہ کم درجہ کے مجرموں کو قانون کے مطابق سزا دیتے اور اونچے درجہ والوں کو چھوڑ دیتے۔ قسم ہے اُس ذات کی جسکے قبضہ میں محمد ﷺ کی جان ہے اگر محمد ﷺ کی بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو میں اسکا ہاتھ کاٹ دیتا"[20]

4)نمود و نمائش اور عریانی و آبرو باختگی

عہد حاضر میں جہاں اہل مغرب اور حقوق نسواں کی علمبر دار تنظیمیں خواتین کی آزادی اور ہر شعبہ زندگی میں خواتین کی مردوں کے مقابلہ میں برابری کی علمبر دار ہیں وہاں جدید مواصلاتی آلات، میڈیا، انٹرنیٹ، اور سوشل میڈیا کے ذریعے مسلم معاشرہ میں فحاشی و عریانی کے زہر گھولے جارہے ہیں۔ان جدید الات نے ایک طرف مواصلاتی رابطے مٹا دیے ہیں تو دوسری طرف ان کی بے لگام آزادی اور غلط استعمال کے بسبب مسلم معاشرہ کے نوجوان بے راہروی کے شکار ہیں۔کرائمز ریٹ بڑھ گیے ہیں، ریپ، منشیات کا استعمال، چوری، اور بے حیایی وبدکاری کے واقعات روزانہ کا معمول بن چکے ہیں۔خاندانی نظام روز افزوں تباہی کا شکار ہوتا جارہا ہے اور خواتین کی پردہ داری کیجگہ بے حیایی نے لے لی

ہے۔ایسے اندوہناک معاشرتی صورتحال سے نمٹنے کیلیے اپ ﷺ کی تعلیمات سے ہی ہماری راہنمائی ممکن ہو پاتی ہے۔اپ ﷺ کا حیاء سے متعلق حدیث پاک ہے

"اِذ لم تستع فاصنع ما شئیت"[21]

ترجمہ: جب تم حیاء نہ کرو تو جو چاہے کرو

نمود نمائش اور عریانی ہماری معاشرتی زندگی کا اہم جز بن چکا ہے۔اس کی وجہ سے معاشرتی زندگی تصنع و بناوٹ کا مظہر بن چکی ہے۔ تبرج الجاہلیہ کی طرز پر آبرو باختگی کے بسبب مذہبی و تہذیبی اقدار بھی پامال ہونے لگے ہیں اور معاشرہ سے سادگی وحیاء ناپید ہوتی جارہی ہے۔نمود و نمائش کی کوکھ سے منافقت ریاکاری اور بے حیائی جنم لیتی ہے۔قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ ازواج مطہرات سے خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں.

'' وقرن فی بیوتکن ولا تبر جن تبر ج الجا ھیلیه الاولی ''[22]

ترجمہ: اور قرار پکڑو اپنی گھروں میں،اور جہالیت کے دور قدیم کی طرح دکھلاتی نہ پھیرو(بناو سنگھار)

اسلام اپنے پیروکاروں کو حیاءداری، متانت اور سادگی کا درس دیتا ہے۔اور ہر قسم کی بے حیائی اور نمود و نمائش کو معاشرتی و مذہبی زندگی کیلئے زیرِ قاتل قرار دیتا ہے۔اسلام عورتوں کو مردوں کیساتھ بے جاء اختلاط و بے پردگی سے منع کرتا ہے۔ حضور ﷺ نے خواتین کو زیب وزینت کو چھپانے اور حیاء کا حکم دیا ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا:

"عورت سراسر پردہ کی چیز ہے جب وہ اپنے گھر سے نکلے گی تو شیطان اُسے جھانکے گا اور وہ اپنے رب کی اس وقت قریب تر ہوتی ہے جبکہ وہ اپنے گھر کے اندرونی حصہ میں ہو"[23]

مسلم معاشرہ کو نمود و نمایش اور فحاشی و عریانی سے بچنے کے لیے قران وحدیث پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔اس ضمن میں اسلامی قوانین کی اجراء، تعلیمی اداروں میں اخلاق حسنہ کا درس اور والدین کا اپنی اولاد کی اچھی تربیت کے ساتھ ساتھ ان پر کھڑی نظر رکھنے کی ضرورت ہے ۔اس کے علاوہ ریاست کی یہ ذمہداری ہے کہ وہ بدکاریوں پر ابھارنے والا لٹریچر،پروگراموں،عورتوں کے ناچ گانے پر پابندی اور فحش ڈراموں وفلموں کی سنسر شپ کرے تاکہ معاشرہ بگاڑ سے بچ سکے۔

5)مغربی نظام تعلیم کا یلغار

تعلیم کو زندہ قوموں اور مہذب معاشرہ کی بالادستی اور اس کی عظمت کی علامت کے طور پر تصور کیا جاتا ہے۔جس کا بنیادی مقصد فرد کی کردار سازی اور اصلاح معاشرہ ہے۔ تعلیم ہی سے نوجوانوں کی تربیت و نشو نماء کی جاسکتی ہے۔جس معاشرہ میں تعلیم کا مقصد دنیاداری اور جاہ و جلال کا حصول ٹھرتا ہو تو معاشرہ کے افراد کے اندر خود غرضی، لالچ، دنیاداری اور اخلاقی و تہذیبی اقدار سے عاریت پننے لگتا ہے۔پرفسر عبدالماجد بھٹی اس صورتحال کو بیان کرتے ہوے رقمطراز ہیں ؛

"جدید مغربی نظام تعلیم کے یلغار نے نوجوانوں کو چپکے ہی چپکے الحاد و بے دینی کی راہ پر ڈال کر
ملت اسلامیہ سے کاٹ دینے کا خفیہ اہتمام کر رکھا ہے"[24]

مغربی نظام تعلیم جہاں اسلامی معاشرتی اقدار اور انسانی زندگی کے مقاصد کو کسی طور پورا کرنے سے قاصر ہے، وہاں یہ نظام تعلیم ایسے افراد تیار کرتا ہے جو زندگی کے بنیادی، حقیقی اور اصلی مسائل پر عبور و دسترس نہیں رکھتے۔ عملی زندگی سے متعلق وہ صرف سطحی معلومات پر گزارہ کرتے ہیں اور یوں نظام تعلیم کے اصل مقاصد کی تحصیل نہیں ہو پائی۔ نظام تعلیم کی خرابیوں کو دور کرنے کے حوالے سے ڈاکٹر طاہر القادری کی رائے یہ ہے:

"مغربی نظام تعلیم کی تباہ کاریوں سے معاشرہ کو بچانے کیلئے ضروری ہے کہ موجودہ نظام تعلیم کو مسلمان قوم کے عقائید و نظریات اور مقاصد وضروریات کے عین مطابق ڈھالا جائے"[25]

قرآن حکیم جو تمام انسانیت کیلئے رُشد ہدایت کا ذریعہ ہے، کا پہلا حرف ہی" اقراء" یعنی " پڑھو" پر مشتمل ہے۔ جہاں تمام عالم کو یہ نوید سنائی گئی کہ جہالت و تاریکی کو مٹ جانا ہے۔ غرض یہ کہ زندگی کی بنیاد ہی پڑھنے لکھنے پر رکھی گئی ہے حضور پاک ﷺ نے اپنی مقصد بعثت کو بیان کرتے ہوے فرمایا:

" انما بعثت معلما "[26]

ترجمہ: مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا ہے.

اس حدیث مبارکہ سے علم کی اہمیت کا اندزہ کیا جا سکتا ہے کہ حضور ﷺ کی نبوت کا مقصد انسانیت کو اللہ کے دین کی تعلیم دینا تھا۔ علم کی اہمیت کو واضح کرتے ہوے دوسری جگہ اپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ:

"جو کوئی حصول علم کی غرض سے راستہ طے کرے تو اللہ تعالیٰ اسکے سبب اُسے جنت کی ایک راہ پر چلا دیتا ہے"[27]

اسی طرح آپ ﷺ نے تحصیل علم کی اہمیت سے متعق ارشاد فرمایا:

"جو شخص علم کی طلب میں نکلا وہ گویا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا ہے یہاں تک کہ وہ اپنے وطن واپس لوٹے"[28]

انسانی تاریخ پر نظر دوڑانے سے معلوم ہوتا ہے کہ قوموں کی عروج و ترقی کا دار و مدار نوجوانوں کے دم قدم سے رہا ہے۔ نوجوانوں کی کردار سازی اور انکی نظریاتی، اخلاقی اور نفسیاتی نشو نماء تعلیم و تربیت ہی سے مربوط و منظم ہوتی ہے۔ اگر نوجوانوں کی تعلیم و تربیت پر دیانت داری، نیک نیتی اور خلوص دل کے ساتھ کام کیا جائے تو معاشرہ کے نوجوان بہترین شہری ثابت ہوں گے۔ معروف مسلم دانشور اشفاق احمد لکھتے ہیں کہ:

"قوموں کی عروج وزوال کی کہانی نظام تعلیم کے مرہون منت ہے اور نظام تعلیم نصابپر منحصر ہے اور نصاب ہی یہ طے کرتا ہے کہ معاشرہ کے افراد کس طرح کے ہوں"[29]

آج کل مسلم معاشرہ دن بدن تنزلی و بگاڑ کا شکار ہوتا چلا جا رہا ہے جس کے بنیادی محرکات میں سے مغربی نظام تعلیم کی یلغار اور غیر موثر نصاب

شامل ہے۔ معاشرہ کو جہالت وتاریکی اور بگاڑ وابتریوں کی تاریکیوں سے نکالنے کے لیے اسلامی اصولوں پر مبنی نظام تعلیم اور موثر نصاب کی ضرورت ہے۔ تاکہ ایک طرف نصاب کے ذریعے اہداف ومقاصد کا تعین کیا جائے اور دوسری طرف نظام تعلیم کو اسلامی خدوخال پر استوار کرتے ہوئے اُن مطلوبہ اہداف کو حاصل کیا جاسکے۔ معاشرتی زندگی کی اصلاح کیلئے ضروری ہے کہ نصاب تعلیم کو اسلام کے اساسی عقائد و نظریات پر استوار کیا جائے کیونکہ نوجوان نسل کو مادہ پرستی، دنیاداری اور بداخلاقیوں سے دور رکھنے کیلئے ضروری ہے کہ انہیں تخلیق انسان کی مقصدیت، انسانی زندگی کی اصلیت اور اخدا تعالیٰ کی عبدیت سے روشناس کیا جاسکے۔

اختتامیہ

معاشرہ زندگی کی بنیادی اکائی اور انسان اس کا مرکزی کردار ہے۔ افراد معاشرہ جب آپس میں تعلقات استوار کرتے ہیں توان میں بعض اوقات چپقلش پیدا ہوتی ہے۔ جس سے معاشرتی بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔ اور اس بگاڑ کو دور کرنے کیلیے قوانین اور اخلاقی، مذہبی اور معاشرتی اصولوں کا سہارا لیا جاتا ہے۔ جبکہ ایک مسلم معاشرہ میں افراد کی اصلاح اور معاشرتی بھگاڑ کو دور کرنے کیلیے نہ صرف ریاستی قوانین کو اسلامی اصولوں پر ترتیب دینا ضروری ہے بلکہ فرد کی انفرادی واجتمائی زندگی میں محاسن اخلاق کو دوام دینے سے اور رزایل اخلاق سے افراد کی تطہیر وتربیت کے ذریعے سے معاشرتی فلاح وبہبود کا سامان کرنا ضروری ہے۔ معاشرتی بگاڑ کے بنیادی محرکات جیسے عصبیت پرستی، دینی علوم سے بے خبری، نمود ونمائش، مغربی رجحانات کا یلغار اور بداخلاقی کی نوعیتیں ایسی ہیں کہ ان پر قانونی سزایں نہیں دی جاسکتی۔ اس ضمن میں اسلام نے ایک طرف معاشرے کے افراد کی اصلاح کیلیے قران وحدیث اور سیرت واخلاق کے اعلی اساسی واصلاحی اصول مقرر کیے ہیں تو دوسری طرف حصول علم کو فرض قرار دیا ہے۔ تاکہ جہالت کا خاتمہ ہو۔

معاشرہ سے جہالت کا خاتمہ تعلیم کے ذریعہ ہی ممکن ہے اور اسلام جہاں دینی علوم کی تحصیل کا درس دیتا ہے وہاں انسانیت کی فلاح وتربیت کے علوم کی تحصیل پر بھی زور دیتا ہے۔ االغرض معاشرتی زندگی کی خرابیوں سے بچنے اور افراد کی انفرادی واجتمائی اصلاح کیلئے اسلامی تعلیمات ہی انسان کی فلاح دارین کے حصول کا ذریعہ ہیں۔

حوالہ جات

1. محمد احمد خان، فرد اور معاشرہ، اقبال اکیڈمی، لاہور، 1978، ص:72
2. ڈاکٹر محمد سرور، کتاب شہریت، علمی کتبخانہ، لاہور، 1984، ص:40
3. ڈاکٹر خالد علوی، اسلام کا معاشرتی نظام، الفیصل ناشران، لاہور، 1996، ص:25
4. رسلبر ٹنڈ، مترجم: عزیز احمد، نظام معاشرہ اور تعلیم، مجلس ترقی ادب، لاہور، 1964، ص:55
5. محمد رضیالاسلام ندوی، تحریک اسلامی کا نظام تربیت، علم وعرفان پبلشرز، کراچی، 2008، ص:86
6. ایضاً
7. ڈاکٹر احمد الشبلی، تاریخ تعلیم وتربیت، ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور، 1963، ص:382

8. محمد بن اسماعیل بخاری، مترجم:حافظ عبدالستار حماد دارالسلام، صحیح بخاری،لاہور،1994،ج:1،ص:173
9. القرآن،سورہ انعام،آیت:6
10. محمد بن اسماعیل بخاری،مترجم:عبدالستار حماد، صحیح بخاری،دارالسلام،لاہور،1994،ج:1،ص:191
11. سلیمان بن اشعث سجستانی مترجم:ابو عمار عمر فاروق، مسنن ابوداؤد،دارالسلام،لاہور،1988،ص:122
12. مسلم بن حجاج العشری، مترجم:مولانا حیدر الزمان، صحیح مسلم،مکتبہ نعمانیہ،لاہور،2008،ج:1،ص:327
13. محمد بن اسماعیل بخاری،مترجم:عبدالستار،حماد، صحیح بخاری،دارالسلام،لاہور،1994،ج:1،ص:296
14. القرآن،سورہ القلم،آیت:4
15. سلیمان بن اشعث سجستانی،مترجم:ابو عمار عمر فاروق،سنن ابوداؤد،دارالسلام،لاہور،1988،ص:239
16. القرآن،سورۃالاحزاب،آیت: 21
17. محمد بن عیسیٰ،مترجم:محمد احمد شاکر،سنن ترمذی،مکتبہ نعمانیہ،لاہور1985،ص:415
18. القرآن،سورۃلقمان،آیت:13
19. محمد بن عبداللہ حاکم، المستدرک،پیغام القرآن،لاہور،1996،ص:190
20. محمد بن اسماعیل بخاری،مترجم:عبدالستار حماد، صحیح بخاری،دارالسلام،لاہور،1994،ج:1ص:191
21. ایضاً،ج1،ص:131
22. القرآن،سورۃالاحزاب،آیت: 33
23. محمد بن عیسیٰ،مترجم:محمد احمد شاکر،سنن ترمذی،مکتبہ نعمانیہ،لاہور،1985،ص:206
24. پروفیسر عبدالماجد بھٹی،اسلام اور عصر عہد حاضر کے مسائل وحی،علمو عرفان پبلشرز،لاہور،2009،ص:47
25. ڈاکٹر طاہر القادری، سیرت الرسول ﷺ، منہاج القرآن پبلشرز،لاہور،2008،ج:5،ص:131
26. مسلم بن حجاج العشری،مترجم:مولانا حیدر الزمان، صحیح مسلم،مکتبہ نعمانیہ،لاہور،2008،ج:1،ص:381
27. ایضاً،ص:402
28. محمد بن یزید قزوینی، مترجم:حافظ ابوطاہر،سنن ابن ماجہ، دارالسلام،لاہور،ج:2،ص:319
29. اشفاق احمد، زاویہ،حسن پبلشر،لاہور2010،ص:278